سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نورافشاں

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ۔ لاہور کی اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور کی منیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر صاحب نورافشاں ہونا چاہئے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برای اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نورافشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہی۔ ۱۰ فروری ۱۹۲۷ء | نمبر ۷

بہادر کہن سال

حق کا طالب ہوں میں حق کہنے سے کچھ ڈرتا نہیں
زندگی حق سے ملی ہے میری جاں حق پر فدا

بزرگ اگناشیس جس کی شہادت کا مختصر حال میں ہو قت لکھ رہی ہوں شہر انطاکیہ کی کلیسیا کا دوسرا اُسقف۔ یوحنا رسول کا شاگرد۔ بہایت سنجیدہ۔ سرگرم اور مرد دُعا تھا۔ رسولی قواعد کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تقرر پولوس رسول کے ذریعے عمل میں آیا تھا۔ اس کا دوسرا نام جس سے وہ مسیحیوں میں بڑی عزت کے ساتھ پکارا جاتا تھا تھیوفورس (خدا وند کا اُٹھایا ہُوا) تھا۔ بموجب روایت اگناشیس اُن چھوٹے لڑکوں میں سے ایک تھا جنکو ہمارے منجی نے اپنی گود میں اُٹھایا (مرقس ۱۰: ۱۶) اگر یہ روایت صحیح ہو تو اگناشیس کی عمر شہادت کے وقت ۸۰ سال سے کسی صورت میں کم نہ تھی۔

جب ۱۱۰ء میں قیصر تراجان لڑائی کے لئے تیار ہو کر انطاکیہ سے آگے جا رہا تھا۔ تو اتفاقاً اُس وقت ایک تباہ کن بھونچال آیا جس کے سبب وہاں کے بُت پرست باشندوں نے خیال کیا کہ یہ آفت مسیحیوں کے باعث ہمارے معبودوں نے جن سے کہ وہ ناخوش ہیں ہم پر بھیجی۔ سو وہ مسیحیوں کو تلاش کر کر کے قیصر کے سامنے لائے۔ قیصر نے آپ نالشوں کو سُنا اور حکم دیا کہ ہر کہ وہ رومی بتوں اور دیوتاؤں کی پرستش کریں اور جو انکاری ہوں وہ قتل کئے جائیں چنانچہ بہت سے مسیحیوں نے بُت پرستی نہ کرنے کی وجہ سے سخت سے سخت ایذائیں بڑے تحمل و استقلال کے ساتھ گوارا کر کے شربتِ شہادت خوشی سے نوش کیا۔ انہی دنوں میں اگناشیس بھی قیصر کے سامنے حاضر کیا گیا اور جب قیصر نے اُس سے پوچھا کہ تم کون ہو تو اُس نے بڑی دلیری سے اپنے مسیحی ہونے کا اقرار اور مورت پوجنے سے انکار کیا اور کہا کہ۔

مسیح نے دُکھ اُٹھایا میری خاطر
میں ہوں دل سے ہمیشہ اُس کا شاکر
کرونگا میں نہ ہرگز اُس کا انکار
وہ منجی ہے مرا میں اُس کا ذاکر

پس قیصر نے حکم دیا کہ وہ پا بہ زنجیر پیدل روما کو بھیجا جائے اور وہاں سب تماشائیوں کے روبرو درندوں کے آگے پھینکا جائے۔ جب اُس نے اپنے حق میں یہ فتوے سُنا تو مارے خوشی کے پکار اُٹھا اے خدا میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے مجھے اپنی کمال محبت عطا فرمائی اور اس لائق کیا کہ تیرے خادم پولوس کی مانند زنجیروں سے باندھا جاؤں اور اے پیارے منجی

آرزو مجھکو بہت ہے تیرے ہی دیدار کی
جان عاشق ہے تری شیریں لبِ نسار کی
نام تیرا زندگی ہے ذات تیری ہی حیات
زندگی مُردوں کی تو اور ہے شفا بیمار کی
} واعظ

جب وہ یہ کہہ چکا تو زنجیروں کو آپ ہی آپ پہن لیا۔ اور پھر بڑی زاری و تضرع کے ساتھ اپنی جماعت کے لئے دعا مانگ کر اُن دس بے رحم سپاہیوں کے جو اُسے روما کو لیجانے کے لئے مقرر کئے گئے تھے بلا پس و پیش حوالہ کیا۔ جب وہ بندھا ہُوا شہر روما کو جا رہا تھا تو اثنائے راہ میں وہ سپاہی اُس کو بہت سی ایسی جگہوں میں جہاں کہ کثرت سے مسیحی آباد تھے اس گمان سے لے گئے کہ شاید وہ مسیحی اُسکی۔ حالت دیکھکر اس مذہب سے انکار کر کے بُت پرستی کی طرف مائل ہوں۔ مگر خدا نے اُن کے بد ارادوں کو نیکی سے بدل ڈالا۔ ایسا کہ جہاں جہاں وہ بزرگ گیا وہاں کے مسیحی ایمان میں زیادہ مضبوط اور دلیر ہوئے۔ چلتے چلتے جب اگناشیس سمرنا کو پہنچا تو وہاں کے اسقف پولیکارپ کی ملاقات کی۔ اُس وقت اُس کلیسیا کے تمام ممبر اور وہ سب جو دوسری کلیسیاؤں سے اُس کی آخری ملاقات کو آئے ہوئے تھے پھُوٹ پھُوٹ کر روتے تھے۔ مگر اگناشیس نے ان سب کو مثل باپ کی طرح تسلی دی اور فرمایا کہ خداوند میں پیارو۔ تم جانتے ہو کہ کوئی شخص اپنے اقارب اور دوستوں کے ساتھ ہمیشہ تک اس دنیا میں رہ نہیں سکتا۔

ل؎ اس بزرگ کی شہادت کا حال نورافشاں مطبوعہ ۴ فروری میں بھی چھپ چکا ہے۔ک۔غ

موت ہر ذی حیات پر حملہ کرتی ہے۔ جو آج نہیں مرتا وہ کل مریگا۔ اور جو ایک طرح سے نہیں مرتا وہ دوسری طرح سے مریگا۔ پس ہر حالت میں جدائی کا درد اٹھانے اور فراق کا تلخ پیالہ پینے سے رہائی نہیں۔ مگر یاد رکھو کہ مسیحی کے لئے موت باعث خوف و خطر نہیں بلکہ وہ ایک دروازہ کی مانند ہے جو راحت اور سعادت کے محل میں لیجا کر ابراہام کی گود میں پہنچا دیتی ہے۔ جہاں ابدی خوشی اور خرمی ہوگی اور کسی قسم کے غم و الم کا نام بھی سننے میں نہ آئیگا۔" پولیکارپ جو اس وقت تک نقش دیوار بنکر کھڑا تھا بول اُٹھا۔ "کاش کہ میں بھی اس لائق ٹھہروں کہ اس کے لئے جس نے میرے لئے جان دی دکھ اُٹھاؤں"۔ اگناشیس نے کہا: "اے بھائی اس میں کچھ شک نہیں کہ تیرا بھی وہ وقت آنے والا ہے لیکن ابھی تک کلیسیا کو تیری بڑی ضرورت ہے"۔

اگناشیس مسیح کی خاطر بہر صورت اپنی جان دینے کو مستعد و تیار تھا اور اپنی اور دیگر کلیسیاؤں کی بہبودی و سرفرازی کا دل سے خواہاں و جویاں رہتا تھا اور اسی سبب سے اس نے اثناء سفر میں مختلف کلیسیاؤں کو ۱۲ خطوط (جن میں سے سات اب تک موجود ہیں) لکھے۔ ان خطوط میں وہ تمام مسیحیوں کو ترغیب دیتا ہے کہ وہ باہمی جھگڑوں اور تفرقوں سے کنارہ کش ہو کر مسیحی اتحاد و یگانگت کے رشتہ سے منسلک ہیں۔ اپنے اپنے اسقف کی تابعداری کریں۔ پریسبٹروں اور ڈیکنوں کی فرمانبرداری و عزت کریں نیز وہ روما کے مسیحیوں کو لکھتا ہے کہ میری رہائی کے لئے کوشش نہ کرو۔ بلکہ مجھے درندوں کا نشانہ بننے دو۔ تاکہ میں اس کے وسیلے خدا کو حاصل کروں اور میں جو خدا کا گندم ہوں درندوں کے دانتوں کی چکی سے پس کر مسیح کے لئے خالص روٹی بنوں۔ ۔ ۔ ۔ میں جائے طلوع سے جائے غروب کو آتا ہوں اور جب میرا یہ دور ختم ہو جائیگا تو میں زمین پر غروب ہو کر آسمان میں طلوع کرونگا"۔

جب وہ روما پہنچا اس وقت رومیوں کا بڑا تیوہار منایا جا رہا تھا اور لوگ اگناشیس کے خون کے بھوکے اور پیاسے ہو کے بڑی بے صبری سے چشم براہ تھے۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے اُسے آتے دیکھا تو دیوانہ وار یوں چلا اُٹھے "مسیحی شیروں کے لئے"۔ اس پر سپاہی اُسے دھکیلتے ہوئے کولوسیم کے اندر لے گئے اور جس وقت کہ شیروں کے چھوڑنے کا وقت قریب تھا اُس نے تماشائیوں کو یوں مخاطب کر کے کہا "میں اُس کے پاس جسکی میری روح طالب ہے جاتا ہوں۔ وہ زندگی کی روٹی ہے۔ میں اُس کا ہوں اور میری روح اُس کی مشتاق ہے۔ میں اس کی لاثانی محبت کے مقابلہ میں ان تمام ایذاؤں اور ذلتوں کو حقیر اور ناچیز جانتا ہوں۔ خدا تم سب کا بھلا کرے . . ." وہ بیچارا یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دو غضبناک شیر اُس پر ٹوٹ پڑے اور تھوڑی دیر میں سوائے چند ہڈیوں کے کچھ نہ چھوڑا۔ چند وفادار رفیق جو اُس کے ہمراہ گئے تھے اُس کی ہڈیوں کو جمع کر کے بڑی عزت کے ساتھ انطاکیہ میں لے گئے اور اُن کو شہر کے پھاٹک کے قریب دفن کیا جس کے بعد اُس کی یادگاری میں ہر سال ایک میلہ کیا کرتے تھے

جو ہیں فضل کے اُن کو ہے خطر کیا
عذاب دنیوی سے اُن کو ڈر کیا
نہیں ہوتے درندوں سے وہ ترساں
سمجھتے ہیں وہ سب مشکل کو آساں

پیارے ہموطن مسیحیو! کیا آپ تمام باہمی جھگڑوں اور فرقہ بندیوں کو خیرباد کہہ کر اپنے خادمانِ دین کی فرمانبرداری کرنے کے لئے آمادہ ہیں؟ اور کیا آپ سب بزرگ اگناشیس کی طرح بہادری سے دنیا کے سامنے مسیح مصلوب کے اقرار کرنے اور اپنے ستانے والوں کے واسطے دعاءِ خیر کرنے کے لئے مستعد و تیار رہیں؟

راقمہ (مسز) کے۔ خیر اللہ۔ کلارک آباد

غزل

از قلم نثار دہلوی

دیکھا ہے جب سے تیرا دیدار اے مسیحا
یہ دل ہوا ہے تیرا بیمار اے مسیحا

بیمار ہوں میں تیرا تو ہی مری دوا ہے
باقی ہیں سب دوائیں بیکار اے مسیحا

دل دیکے جسے دیکھا وہ بیوفا ہی نکلا
اک باوفا تو ہی ہے دلدار اے مسیحا

لاکھوں ہوئے تھے چنگے چھو کر تری قبا کو
ہم کو بھی دید اس کا آک بار اے مسیحا

دل جب سے دیا تجھ کو ہے یہ حال اس جہاں کی
نہ پسند ہی خزاں ہو نہ بہار اے مسیحا

فرزند رب کا تو ہے منجی بھی سب کا تو ہے
کیا ہوگا کرکے تیرا انکار اے مسیحا

لیں سب بلائیں سر پر کانٹوں کا تاج پہنا
میرے ہی تھے گنہ کے وہ خار اے مسیحا

جاں دینا بھی گوارا تھا تجھ کو میری خاطر
ہو جاؤں تیری اُلفت پہ نثار اے مسیحا

مرحوم و مغفور جنت آرام گاہ

خیر الملت والدین طبیب المعظم ڈاکٹر خیر الدین

مرحوم کو میں اُس وقت سے جانتا تھا جبکہ آپ ابھی پورے محمدی تھے اور مسیحیوں کو دق کیا کرتے تھے۔ غریب منادوں کو تنگ کرنا اُن کا ایک مزیدار شغل تھا۔ آپ کا جائے مولد تحصیل بٹالہ میں کٹھیالہ تھا۔ جو کرن نالہ کے کنارے تلونڈی راماں کے قریب ہے۔ وہاں اُن کا گھر تھا اور کسی قدر زمین تھی۔ اس زمین پر چند درخت کھجوروں کے تھے۔ چونکہ اُس تمام علاقہ میں کھجور کہیں نہیں ہوتی۔ خیر الدین اسکو اپنے بزرگوں کی کرامات بیان کیا کرتے تھے۔ چونکہ بٹالہ کے علاقہ میں اکثر اشاعت انجیل کی خاطر دورہ کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں اور ڈاکٹر وائٹ بریخیٹ دورہ کرتے کرتے تلونڈی راماں میں پہنچے۔ دو تین دن وہاں رہے۔ خیر الدین کو بھی پتہ لگا۔ لنگر لنگوٹے کس کر آ گئے۔ اس سے پہلے میری اُن کی واقفیت نہ تھی۔ آن میرے سر سوار ہوئے کہ میں آپ سے بحث کرونگا۔ میں نے کہا۔ ایک پینڈو دیہاتی مجھ سے کیا بحث کریگا۔ میں ایسے ایسے بے علموں کو منہ نہیں لگاتا۔ کہنے لگا کہ میں نے پادری فتح مسیح کے دانت کھٹے کر دیئے ہوئے ہیں۔ آپ کون ہیں۔ میں نے کہا کہ میں فتح مسیح کا چچا ہوں (بات واقعی تھی کیونکہ میں سچ مچ فتح مسیح کا چچا تھا) یہ بات سنکر وہ گھبرا گیا۔ کہا اچھا دیکھا جائیگا۔ لیکن جس زور شور سے آیا تھا وہ جاتا رہا۔ شرافت اور انسانیت

دیکھو صفحہ ۱۱



نور افشاں

مطبوعہ ۱۸ فروری ۱۹۲۷ء

یسوع مسیح ہنود کے نقطۂ نگاہ میں

ہمیں مسٹر فرحان کے مضمون سے کمال خوشی ہوئی جس میں اہل ہنود کے سپوتوں میں ایسی ہستیوں کی ایک مثال پیش کی گئی ہے جو ہمارے لئے اور کل ہندوستان کے لئے باعثِ فخر ہے۔ ہنوز ہم یہ تو بتلا نہیں سکتے کہ واجب التعظیم ہندو قوم میں ایسے وسیع النظر انسان اور کس قدر ہونگے لیکن جو جناب ہماری آگاہی میں آئے ہیں وہ ہر طرح سے جملہ مسیحیوں کی عزت و تعظیم کے مستحق ضرور ہیں۔ ایڈیٹر

مسز خیر اللہ صاحبہ کا شکریہ

ہم مسز خیر اللہ صاحبہ کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنے قیمتی مضامین سے نور افشاں کی روشنی میں گیاس لائٹ کا وصف پیدا کر دیا ہے۔ آپ واقعی اعلےٰ درجہ کی زمانہ شناس اور مضمون نگار ہیں۔ اگر آپ جیسی دس غیرتمند مسیحی خواتین بھی نور افشاں کو اپنا آلۂ کار بنا لیں تو نور افشاں کی روشن شعاعوں میں بجلی کی روشنی کا وصف پیدا ہو جائے۔ خدا ہماری بہنوں کو قلم سے کام لینے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ ایڈیٹر

امریکہ کا ایک اخبار مظہر ہے کہ وہاں جو عورتیں خود کسبِ معاش کر کے اپنا پیٹ پالتی ہیں ان کی تعداد اسی لاکھ سے زائد ہے۔ ان میں سے (۶۱۷۱۵) ٹیلیفون کے محکمہ میں کام کرتی ہیں (۲۶۷۸) گاتی بجاتی ہیں۔ (۶۳۵۲۷) نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے (۷۶۲۸۶۵) نرسنگ کا کام کرتی ہیں (۴۶۵۰۳۴۳) بہی کھاتہ کے کام میں مصروف ہیں (۵۶۷۴۴) ٹائپ کی خدمات انجام دیتی ہیں۔ (۲۱۶۳۷۴) کلرک ہیں (زمیندار ہفتہ وار)

ستیارتھ پرکاش اور آریہ گزٹ کی بد تہذیبی

ستیارتھ پرکاش م ۶۲۹ وغیرہ طبع سوم میں یسوع مسیح کی پیدایش کے متعلق حمل مادری زیر بحث لایا گیا ہے اور پھر آریہ گزٹ مطبوعہ ۶ و ۲۷ جنوری اور ۳ و ۱۰ فروری کی اشاعتوں میں "کنواری کے لڑکا" "غلط بیانیوں کا طومار" "اظہار صداقت اور بائبل کی شہادت" "یسوع مسیح کی پیدایش" کے عنوان کی ذیل میں بھی حمل مادر زیر بحث لایا گیا ہے ہم نے اپنے معاصر کو اس کے دل آزارانہ اور غیر مہذبانہ طرزِ تحریر پر مطلع بھی کیا۔ مگر ہماری سنی نہیں گئی۔ لاچار ہو کر اب ہم اپنے مخالفوں سے کچھ عرض کرنے پر مجبور ہوئے ہیں اور ان کی بد تہذیبی اور بے حیائی کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم اپنے ناظرین سے متمنی ہیں کہ وہ ہمیں آج کے نازک مضمون پر قلم چلانے کے لئے ضرور معاف فرمائینگے۔ کیونکہ ہم دریدہ دہن مخالفوں کا یسوع مسیح کی پیدایش کے باب میں اطمینان کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ اس پر لکھنا ضروری نہ تھا۔ مخالفین کے جواب میں ہماری گذارش ذیل ہے۔

(۱) ہر ایک مہذب و شائستہ انسان اس بات کو تسلیم کریگا کہ حمل مادری زیر بحث لایا ہی نہیں جا سکتا ہے۔ اسے انتظامِ الٰہی نے پردۂ غیب میں ایسا محفوظ کیا کہ وہاں عقل و فکر انسانی عاجز محض ہے۔ تہذیب و شائستگی بھی حمل مادر کو زیر بحث لانے کی مانع ہے۔

(۲) اگر حمل مادر کو زیر بحث لایا جائے تو نہ صرف اس سے عقل انسانی کی تسلی نہیں ہو سکتی اور انسانی تہذیب و شائستگی کا پردہ فاش ہوتا ہے۔ بلکہ انسان کے تمام خاندانی رشتے جنہیں قانونِ انسانی باندھتا چلا آیا ہے معرضِ خطر میں پڑ جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام رشتے واحد شخصیت کی شہادت پر مبنی ہیں اور وہ واحد شہادت بھی ایسی ہے جس میں سچ جھوٹ کا احتمال ہے اور قانون نے بھی واحد شخص کی شہادت پر کسی تصفیہ کا طے ہونا منحصر نہیں کیا ہے اور وہ واحد شہادت ماں کی ہے جس پر تمام خاندانی رشتوں کا انحصار ہے۔ پس حمل مادر کو زیر بحث لانا پردۂ تہذیب کا فاش کرنا ہے جسکی قانون بھی اجازت نہیں دیتا ہے۔

(۳) ہم نے کہا کہ حمل مادر پردۂ غیب ہے۔ کیونکہ رحم مادر پردۂ غیب ہے۔ اس پر ہمارا یہ بھی اضافہ ہے کہ جو کچھ رحم مادر سے رونما ہوتا ہے۔ وہ خدا کی قدرت و حکمت کے عمل و ترکیب سے ہوتا ہے۔ رحم مادر خدا کے متواتر معجزات کرنے کی جگہ ہے۔ جو کچھ رحم مادر سے بعنوان حمل مادر ظاہر ہوتا ہے وہ والدین کی عقل و فکر اور محنت و مشقت کی تمام تدبیروں سے بلند و بالاتر ہوتا ہے آبی یا مائی تخم والدین کا حمل مادر میں ظاہر ہونا اور انسانی یا حیوانی بچہ بنجانا ایک معجزہ ہے۔ اس لئے انسانی اور حیوانی سلسلہ توالد و تناسل کا معجزات کا سلسلہ ہے۔ جس میں آبی یا مائی تخم والدین سے آبی یا مائی نتیجے پیدا نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کے سوا پیدا ہوتے ہیں۔ پس رحم مادر کو کسی مستقل قانون قدرت کے تابع کسی انسان کی عقل و فکر نہیں لا سکتی ہے آب سے آب کا پیدا ہونا تو قانون قدرت مانا جا سکتا ہے لیکن آب سے انسانی یا حیوانی بچہ کا بنجانا۔ اس کا دل و دماغ اور گردوں اور انتڑیوں کا اور ہڈی گوشت و پوست وغیرہ کا تیار ہو جانا کسی معلومہ قانون قدرت کے تابع نہیں کیا جا سکتا ہے۔

(۴) سلسلہ توالد و تناسل میں معجزات کا وقوعہ اس وجہ سے بھی ماننا پڑتا ہے کہ اسی سلسلہ میں ہر ایک پشت انسانی میں ہزارہا ہزار ایسے مرد و عورت ملتے ہیں جنکی باقاعدہ شادیاں ہوتی ہیں مگر وہ بے اولاد رہتے ہیں۔ تم خواہ اس بات کے کتنے ہی سبب تجویز کرو وہی سبب اس جگہ ایک ایسا قانون ثابت ہونگے جو ہمارے مخاطبوں کے مسلمہ قانون کے ضعیف ہونے کی دلیل ہونگے۔ جسے دوسرے لفظوں میں معجزہ کہا جا سکتا ہے اور ماننا پڑیگا کہ یہ مانع نسل اسباب بھی قدرتی اسباب ہیں جو عورت و مرد کی زندگی میں رونما ہو کر قاطع نسل ہو جاتے ہیں۔

(۵) والدین کے تخم سے بچوں کی تولید کا قانون بھی ضعف سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ رحم مادر سے

یکساں نتائج پیدا نہیں ہوتے ہیں۔ نہ صورت و شکل میں یکساں نتائج پیدا ہوتے ہیں نہ تو اوصاف جسمانیہ و اخلاقیہ و روحانیہ کے اعتبار سے یکساں نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ یہاں پر بھی رحم مادر کسی واحد قدرتی قانون کے تابع ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کے سوا بعض بچے رحم مادر میں ایسی عجیب و غریب صورتیں اختیار کر لیتے جو انسانی عقل و فکر کو غوطہ میں ڈالتی رہتی ہیں۔ ایسے بچوں کی بابت ہمیشہ اخبارات دنیا میں دھوم مچی رہتی ہے

(۶) ابھی بہت دن نہیں گذرے کہ اخبارات دنیا میں حیرت و تعجب انگیز یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ملک [illegible] میں ایک مرد حاملہ پایا گیا تھا۔ آپریشن سے اس کے شکم سے بچہ کی ہڈیاں وغیرہ برآمد کی گئی تھیں۔

وجوہات مافوق اس بات کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں کہ رحم مادر ایک ایسی پاک و مقدس جگہ ہو جو براہ راست خدا سے تعلق رکھتی ہے وہ آزاد و مخفی اور خود مختار خدا کے کام کرنے کی جگہ ہے۔ جسے بالکلیہ کسی معلوم قانون قدرت کے تابع نہیں کیا جا سکتا اور کسی معلومہ قانون قدرت کی رحم مادر پر حکومت ثابت ہو سکتی ہے۔ وہاں جو کام ہوتا آیا ہے وہ خدا کی معجزانہ قدرت و حکمت و دانائی سے ہوتا آیا ہے۔ جسے سمجھنے اور جاننے سے آج تک انسانی عقل و فکر عاجز و پریشان ہے اور عاجز و پریشان رہیگی۔

(۷) حمل مادری کو کسی شخص کی عزت و بے عزتی کے یا اُسکی عظمت ذاتی کا اندازہ لگانے کے لئے بھی زیر بحث لانا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ کسی شخص کی عزت و حرمت اور فضیلت و برتری خدا کی اس قدرت و حکمت پر منحصر ہے جو حمل مادر میں بچوں کو بچے بناتی ہے اور حمول کو اس قابل کر دیتی ہے کہ وہ ہماری دنیا میں آ کر فضیلت و برتری کے کام کر کے عزت و حرمت کو پیدا کرے۔ اس لئے بھی حمل مادر کو زیر بحث لانا عبث و بیہودہ ہے۔

(۸) کسی واجب التعظیم ہستی کی پیدائش کے متعلق حمل مادری کو زیر بحث لانا اُسکی انتہا درجہ کی ہتک و بے عزتی کرنا ہے۔ کسی ملک کے بادشاہ کے قبضہ اقتدار کے اندر اس بادشاہ کی پیدائش کے متعلق حمل مادر کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ کیونکہ اس کا واجب التعظیم ہونا امر مسلم ہے تو کتنی ہتک و بے عزتی ہمارے مخاطبوں نے یسوع مسیح کی پیدائش کے متعلق حمل مادر کو زیر بحث لا کر یسوع مسیح کی کی ہے کہ جسکی عظمت کے آگے یورپ کے فرمانروا اپنے سروں سے تاج اُتار کر اس کے قدموں پر رکھتے ہیں اور جسکی عزت و عظمت کا پچاس کروڑ مسیحی اور ۲۰ کروڑ مسلم اقرار و اعتراف کرتے ہیں۔

(۹) خداوند یسوع مسیح کی پیدائش کے متعلق حمل مادر تب ہی زیر بحث لایا جا سکتا تھا اگر مسیحیت کے مستند نوشتوں میں یسوع مسیح کے والدین کے اسماء مذکور نہ ہوتے لیکن مسیحی نوشتوں میں آپ کی والدہ کا اور آپ کے والد کا نام مذکور ہے نسب نامے مذکور ہیں اس سے بڑھکر ہر ایک بشر کی دو پیدائشیں مذکور ہیں۔ ایک پیدائش انسانی یا جسمانی ہے جو والدین سے مانی گئی ہے روح القدس سے تسلیم کی گئی ہے۔ **اس سے بڑھکر مسیحیت نے یسوع مسیح کی انسانی ہستی کو حمل مادر میں خدا کی معجزانہ قدرت سے نسبت دی ہے** یعنی روح القدس کی قدرت سے بتلایا ہے۔ ایسے صاف بیان پر حمل مادر کو زیر بحث لانا بغیر وقوع معجزہ کے انکار کے ناممکن اور موجب دل آزاری ضرور ہے۔ کیونکہ حمل مادر میں قدرت معجزات کرتی ہے تو اس پر بحث اٹھانا جہالت تھا۔ اگر نہیں کرتی ہے تو مستشکر کو اپنے دعوے کا ثبوت دینا تھا اور کوئی ثبوت ضبط تحریر میں لایا نہیں گیا ہے۔

(۱۰) عقل و فکر انسانی کی سیری اور تسلی کے لئے بھی یسوع مسیح کی پیدائش کے متعلق حمل مادر کو زیر بحث لانا ضروری نہ تھا۔ کیونکہ ہر ایک شادی شدہ حاملہ عورت سے اگر پوچھا جائے کہ تجھے کس کا حمل ہے تو تمام بحث ختم ہو جاتی ہے۔ انسانی تہذیب و شائستگی اجازت نہیں دیتی ہے کہ حاملہ کے جواب پر شک و شبہ کیا جائے ہر ایک مہذب انسان کو اس شہادت پر یقین کرنا پڑتا ہے۔ درحالیکہ حاملہ کا جواب دعویٰ کی صورت رکھتا ہے جسکا زیادہ سے زیادہ ایک گواہ ہے اور زندگی اور موت کے معاملہ میں قانون ایک شہادت کی بناء پر مدعی یا مدعیہ کو ڈگری نہیں دیتا ہے لہٰذا عقل و فکر کی سیری کے لئے بھی یسوع مسیح کی پیدائش کے متعلق حمل مادر کو زیر بحث لانے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ قانونی طور سے جائز اولاد بھی کسی شکل کی عقل و فکر کو اپنی ولدیت کی نسبت قائل نہیں کر سکتی ہے۔ کیونکہ اس کی ولدیت کی جملہ شہادتیں سمعی اور اعتباری ہیں۔ جن میں سچ جھوٹ کا امکان موجود ہو پس اگر ہمارا بیان درست ہو تو ہمارے بدتہذیب مخاطبوں کا یسوع مسیح کی پیدائش کے متعلق حمل مادر کو زیر بحث لانا سوا مسیحیوں اور مسلموں کی سخت دل آزاری کے اور کیا معنے رکھتا ہے؟

(۱۱) ہمارے بے رحم مخاطبوں نے اگر کسی کی پیدائش کے متعلق حمل مادر کو زیر بحث لانا تھا تو وہ پنڈت دیانند جی کی پیدائش کے متعلق حمل مادر تھا۔ جنکی جائے پیدائش کا ہمارے مخاطبوں کو علم نہیں ہے۔ جن کے والدین کے نام تک میں اختلاف ہے۔ جن کے اصل نام تک میں تخالف ہے۔ ملاحظہ ہو انیسویں صدی کا مہرشی صفحہ ۸ سے ۵ آنک دیانند چرت حصہ اول۔ اس کے سوا ہمارے مخاطبوں نے اپنے دیوی دیوتاؤں کو رشیوں اور منیوں کی پیدائش کو زیر بحث لانا تھا جو رحم مادر سے ہی باہر پیدا ہو گئے تھے۔ مگر نہیں لائے۔ برعکس اس کے تہذیب و شائستگی کے دشمنوں نے خداوند یسوع مسیح کی پیدائش کے متعلق حمل مادر پر بحث اُٹھائی ہے جس سے ہماری اور مسلموں کی دل آزاری کے سوا کوئی نتیجہ نکل ہی نہیں سکتا ہے۔

پس وجوہات مافوق کی بناء پر ہم انسانیت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ستیارتھ پرکاش اور آریہ گزٹ پر اظہار نفرت فرمائے۔ کیونکہ انہوں نے باعصمت و عفت ۔ ۔ ۔ حمل مادر کو زیر بحث لا کر سخت ہتک حرمتی کی ہے۔ جس سے ستر کروڑ سے زائد مسیحیوں اور

ہم ہر ایک انسانی پشت میں سینکڑوں بچے قانون قدرت کے موافق حمل مادر میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں لیکن قانون انسانی اور قانون مذہب انکی جائز ولادت سے منکر رہتا ہے پس اگر قانون قدرت کا توافق ہی امر مسلم ہو تو ان بچوں کی ولادت سے کیوں بیزاری ہے۔ اُن کے حقوق کیوں ضبط کئے جاتے ہیں؟ کیا آپ کے ویدوں وغیرہ نے ایسے بچوں کو میراث دلائی ہے؟



مسلموں کا دل دکھاتا ہے۔ ہم ان جملوں اور عبارتوں کو یہاں نقل نہیں کر سکتے ہیں جو ستیارتھ پرکاش اور آریہ گزٹ کی محولہ عبارتوں میں موجود ہیں۔ ناظرین خود کتاب اور آریہ گزٹ کی مذکورہ بالا اشاعتوں کو پڑھ کر دیکھ سکتے ہیں۔ (باقی باقی)

یسوع مسیح ہندو نقطۂ نگاہ میں

ڈاکٹر کے۔ این سیتارام صاحب ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی وائس پرنسپل راجارام کالج کولھاپور کا ایک مضمون زبان انگریزی اخبارات میں شائع ہوا ہے جسے ہم اخبار ایشیا سے اردو خواں ناظرین تورانستان کی خاطر اردو جامہ پہنا کر درج ذیل کرتے ہیں۔ ترجمان

کسی بھی دیگر نبی یا مذہبی بانی آدم کی زندگی اس قدر دلچسپ اور ہمدردانہ نہیں ہے جس قدر کہ سادہ ناصری کی جس نے دو ہزار سال ہوئے اپنی قوم کے لئے سب سے اعلیٰ قربانی جو کہ ابن آدم دے سکتا ہے دی اور اس طرح خدا کا برّہ بن گیا" اگر جہان کے گناہوں کو اٹھائے جائے۔ اس کی بے اندازہ ہمدردی اور قول فعل اور سلوک کی قابل تقلید سادگی کے باوجود کوئی بھی شخصیت ایسی تحیر خیز اور پیچیدہ نہیں جیسی کہ ایشیا کے اس بزرگ ترین بیٹے کی ہے۔ گو تیس سال کی عمر کو پہنچنے تک اسکی زمینی زندگی میں کوئی بھی قابل ذکر اہم واقعہ ظہور میں نہ آیا۔ تاہم عوام کی آگاہی کے نقاب کے عقب سے وہ روز مرہ خدا اور انسان کی خوشنودی میں بڑھتا اور روحانی عروج میں قوت پکڑتا گیا۔ اس آدمی نے جسے موجودہ ثروت اور شہرت کے پیمانہ سے ناپنے پر نہایت ہی فروتن قرار دیا جاتا ہے۔ دنیا کی تواریخ اور خیالات میں صرف تین ہی سال کے اندر بہت بڑی تبدیلی پیدا کی۔ قدیم دنیا کے بوسیدہ تخیل میں جو خمیر اس نے ملا دیا اس نے معجزانہ قوت سے عمل کیا۔ اور گو اب دو ہزار برس گذر چکے اور آجکل کی دنیا شائستہ وحشی پن کے گڑھے میں پھر بڑی سرعت سے گری جا رہی ہے تاہم اسکی پوری پوری آوارگی کو مسدود کی جا رہی ہے اور اس کے لئے صرف اسی خمیر کی زبردست طاقتِ مدافعت ہی قابل تحسین ہے۔ جبکہ ارضی میں خداوند مسیح صرف ایک ہی بار فلسطین میں مصلوب ہوئے لیکن آج اسکی روح کو وہ لوگ جو اس کی پیروی کا دم بھرتے ہیں یورپ اور دیگر مغربی ممالک میں صلیب دے رہے ہیں پھر بعض ایسے لوگ ہیں جن کے نزدیک مسیحیت صرف سامان برآمد کی حیثیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ گلاسگو سے ململ اور مانچسٹر سے مصنوعات۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس خاص مال کو زیادہ تر مشرقی ہونا چاہئے اور مغربی ممالک میں مروجہ کوائف خصوصی کے باعث وہ گمان کرتے ہیں کہ اگر انہیں خدا سے کچھ واسطہ رکھنا ہی ہو تو جب وہ ہفتہ میں ایک بار اس کے دفتر (گرجا) میں ملاقاتی کارڈ پیش کرتے ہیں تو یہ بھی خالص کاروباری طریق پر ہونا چاہئے۔ گذشتہ صدی کے آخری دس سالوں میں جرمنی نے روشن دماغ انسانوں کی ثمردار فصل تیار کی۔ جنہوں نے دلیل بازی سے مسیح کی ہستی ہی کے انکار کی کوشش کی۔ یہ سچ ہے کہ اس خطرناک بیج کی فصل ابھی یورپ سے مکمل طور پر جلا وطن نہیں ہوئی کم تاہم دنیا کی خوش قسمتی ہے کہ ان کے بانی بوتے پر ہر شخص مضحکہ ہی اڑاتا ہے۔ کیونکہ اگر ان کی تحقیقات نے کچھ ثابت کیا تو یہ کہ اس سے نہ صرف مسیح کی محیط کل والہی روحانی حضوری تمام شبہات سے مبرا ہو کر مسلم بلکہ تاریخی طور پر بھی ثابت شدہ حقیقت بن گئی گو ڈاکٹر اس۔ نٹشے اور ان کے جملہ ہم مشرب نہایت قیمتی دماغ رکھتے تھے۔ اگر ان کی خوبی کا درست استعمال کیا جاتا۔ تاہم جہاں تک ان کا تعلق تھا وہ محض چھلنی ہی ثابت ہوئے جس سے کہ ان کا جمع کردہ بے حساب ذخیرہ معلومات بہ نکلا۔ دنیا کے مختلف طبقات میں یہ بات بہت بڑی وضاحت سے مبرہن ہو رہی ہے۔ بلا لحاظ اس کے حدتِ شمسی کے گرمجوش بوسوں نے ان پر کس قدر رنگت چڑھا دی ہے۔ کہ مسیح یسوع کا تاریخی وجود ایک حقیقت ہے۔ جیسے کہ ہوا میں آکسیجن اور خیز اعظم میں روشنی۔ اور جس طرح کہ عالم نباتات کا اشعاع شمسی کی۔ فیاض کل اور زندگی بخش طاقت کے بغیر صحت ور طویل زندگی پانا خلاف امید ہے۔ اسی طرح دنیا مسیح کے بغیر پھل اور پھول نہیں سکتی۔

گذشتہ جنگ سے اگر کچھ ثابت ہوا تو بس یہی کہ اسلحہ اور صرف اسلحہ ہی پر انسانی ترقی کا انحصار نہیں اور زندہ رہنے کا آرادہ بھی کم ہے۔ صورت کشتی کہ جس کیچڑ میں ابنائے آدم گہرے ہی گہرے دھنسے جا رہے ہیں اس نے بھی قریباً یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ دنیا کے بڑے سے بڑے بینک کے سرمایہ کی رسیت ان کو اس دلدل سے نہیں نکال سکتی۔ دماغی اور جذباتی قیمتوں کی دوبارہ تشخیص کی ضرورت ہے اور ترقی کے خالص پیغام کے لئے تمام دنیا کو عام طور پر پھر ایک بار پہاڑی وعظ کی جانب رجوع کرنا پڑیگا۔ قارون مزاج زراندوزوں اور شہرت پسندوں کا زمانہ بہت جلد گذر جائیگا اور قسمت کا چکر گردش میں آئیگا تو دیبا و حریر پہننے والوں کی بجائے معذور (غربا) دنیا کے بچانے والے تسلیم کئے جائینگے۔ اور شو شلوم سے دنیا کی نجات ہوگی نہ کہ سرمایہ داری سے جو کہ ترازو میں تولی گئی اور کم نکلی۔ اس لئے نئی دنیا میں یا اس دنیا میں جو تنگی۔ ہڑتال اور مقاطع کے درد زہ میں پیدا ہو رہی ہے ہوشعنا ناصرت کے فروتن نجار کے سوا کسی دیگر کسی خدا رسیدہ باکمال اور جسے آجکل کے عام کاروباری نقائص اور ریاکاری سے پر آدمیوں نے بالکل ترک کر دیا ہو تھی کے لئے گایا نہیں جائیگا۔ یسوع ناصری ہی تمام بنی آدم میں وہ فرد یگانہ ہے جس میں نہ کوئی مکر تھا اور چھپے جو اپنی سادہ تعبیر سے موجودہ نسل کا سب سے بڑا روحانی معمار بن گیا ہے۔ اور اپنی عمارت کو اپنے ان چند سادہ اصولوں کی مضبوط چٹانی بنیاد پر اٹھا رہا ہے جنکو بچے اور بالکل سادہ عقل والے بھی یکساں طور پر سمجھ کر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں جبکہ خدا نے سوچنے اور سمجھنے کی

باطنی بصیرت عطا کی ہے ان سب کے لئے اس کی زندگی بذاتِ خود چمکدار بادل ہے۔ جو روزمرہ کی سست زندگی میں اُن کا رہنما ہوتا اور جب غم و ہموم کی رات آگھیرتی ہے تو آتشی ستون بنجاتا اور کم از کم موجودہ وقت کے لئے اُن کو ان کے اپنے ہی دلوں کی تیرہ و تاریک کوٹھڑی میں لے جاتا ہے تاکہ اپنے خالق سے روبرو اور یکدل ہو کر رفاقت کریں۔ پردہ پھٹ گیا اور تاریکی جاں آگہی کی محیط کل شعاعوں میں تبدیل ہو گئی ہے۔ اور انسان کی اندرونی خودی کے تختے سے کان تسکین بخش الہی اطمینان کے راگ سننے لگے ہیں اور گو دنیا کی مایوسی، تکلیف اور نکمہ پن کے طوفان جھکی ہوئی کالی گھٹا کی طرح انسانی دماغ کے اوپر زور کے ساتھ اُڑنے لگے ہیں۔ تاہم اس خودی سے لیکر اُس کی روح کے صفحہ پر جو اس خدائی تاج کی جو تصویر نقش ہو چکی ہے وہ تا ابد انسان کے بدن میں رہیگی۔

آریہ گزٹ کا رشی بودھ نمبر

شوراتری کے موقع پر آریہ گزٹ کا رشی بودھ نمبر ہر سال شائع ہوتا ہے۔ اس سال بھی بڑی آب و تاب سے شائع ہوگا۔ رشی نمبر میں ایک سہ رنگی تصویر ہوگی اور دوسری بہ بلاک کی تصویریں ہونگی۔ ویدک دھرم کے سدھانتوں پر بڑے بڑے ودوانوں کے اعلیٰ اعلیٰ لیکھ ہونگے۔ کہانیاں ہونگی۔ دلچسپ نقلیں ہونگی۔ مہرشی سوامی دیانند سرسوتی کی یادگار میں یہ نمبر شائع کیا جا رہا ہے۔ رشی دیانند کے بھگتوں کو اپنی بھگتی دکھانی چاہئے۔ کنبھ کا میلا آ رہا ہے۔ کنبھ کے میلا پر مفت بانٹا جاسکتا ہے۔ اس لئے دانی مہاشہ تھوڑی فنڈ میں روپیہ بھیج دیں۔ تاکہ اُن کے نام پر پرچہ بانٹا جائے۔ آرڈر دینے والوں کو جلدی کرنی چاہئے تاکہ پیچھے سے شکایت کا موقع نہ رہے۔ قیمت فی کاپی ۴ر ہے ساڑھے چار آنہ کے ٹکٹ بھیجنے پر کاپی بھیجی جاوے گی۔ سائز ۲۲×۱۸ ہے۔

منیجر آریہ گزٹ۔ لاہور

بزم افغاں کے لئے خریدار دیکھئے۔

کتب عہد عتیق کی صحت پر ایک مختصر نظر

یہاں دو مختلف الفاظ کو کاتب نے یکجا کر کے ایک تیسرا لفظ جس کے معنی بالکل مختلف ہیں لکھ دیا ہے۔ موجودہ اردو بائبل میں بھی کتاب مقدس کی کتابت میں کئی غلطیاں رہ گئی ہیں جن سے کلام اللہ کی تلاوت کرنے والے بخوبی واقف ہیں۔ حالانکہ ڈاکٹر ویری صاحب لودھیانوی ہر شخص کو کتابت کی غلطی تلاش کرنے کے لئے فی غلطی ایک پونڈ انعام دیا کرتے تھے۔

اگر ہم اردو اور فارسی کے پرانے مصنفین کی کتابوں اور شعرا کے دیوانوں پر ایک سطحی نظر ڈالیں تو ہم جا بجا حرف "ن" دیکھیں گے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بعض نسخوں میں فلاں لفظ کی بجائے فلاں لفظ ملتا ہے۔ مثلاً سعدی کی گلستاں کا نسخہ جو میرے پاس موجود ہے وہ منشی نولکشور کے مطبع کا چھپا ہے اس میں جا بجا یہ حرف دکھائی دیتا ہے۔ اس نسخہ کے تیسرے صفحہ میں انیس سطریں ہیں اور ان انیس سطروں میں نسخوں کے اختلافات کی تعداد دس ہے مثنوی معنوی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ع

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

اس کتاب کی نسبت مولانا عبدالماجد صاحب بی۔ اے۔ رسالہ مرقع (لکھنؤ) بابت جنوری ۱۹۲۶ء میں فرماتے ہیں "مثنوی کی عمر اس وقت تقریباً سات سو سال کی ہے۔ اس طویل مدت میں خدا معلوم اس پر کتنے انقلابات گذر چکے ہیں۔ آج جو بلند ہمت اپنی تحقیق کے دست و بازو سے کام لیکر اس کے کھرے کو کھوٹے سے جدا کر سکے وہ ہزار آفریں کا مستحق اور صد ہزار تحسین کا سزاوار ہے۔" مولانا موصوف اس مضمون میں کاتب صاحبان کی لغزشوں کی متعدد مثالیں بھی دیتے ہیں اور مصنفین کی کتابوں کی نسبت ایک قاعدہ کلیہ کا ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں "مشاہیر اساتذہ کے کلام کے متعلق ایک بڑی دقت ہمیشہ یہ رہتی ہے کہ مختلف اسباب و اغراض سے لوگ دانستہ یا نادانستہ ان کے کلام میں (تصرف کرتے ہیں، یہ تمیز الفاظ مرقع کے کاتب سے لکھتے وقت رہ گئے ہیں) یہاں تک کہ کچھ عرصے کے بعد اصل و نقل سونا اور پیتل خلط ملط ہو کر ایک ہو جاتا ہے۔"

جب ہم ان غلطیوں کے انبار کا مقابلہ عبرانی کتب مقدسہ سے کرتے ہیں تو ہم حیران رہ جاتے ہیں کہ ان کتب کے کاتبوں نے کیسی ہوشیاری، احتیاط، محنت اور جانفشانی سے کام لیا ہے۔ اور جہاں "مشاہیر اساتذہ" کے کلام میں ہزاروں الفاظ تبدیل ہو چکے ہیں یہاں تک کہ اصل اور نقل سونا اور پیتل خلط ملط ہو کر ایک ہو چکے ہیں۔ اور جہاں مثنوی معنوی میں جو ضخامت کے لحاظ سے کوئی بڑی کتاب نہیں ہے اور جس کو صرف تقریباً سات سو سال کا عرصہ ہوا ہے کھرے کو کھوٹے سے جدا کرنا صرف "ایک بلند ہمت" شخص کا ہی کام ہے وہاں عبرانی کتب مقدسہ میں جو ضخیم کتب ہیں اور ہزاروں برس سے نقل ہوتی چلی آئی ہیں صرف چند الفاظ فقرات اور آیات کا ہی اختلاف ہم کو نظر آتا ہے۔

کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ کوئی کتاب نقل کرنے والوں کے ہاتھ سے محفوظ رہ سکتی ہے کہ اس کا حرف حرف وہی ہے جو اس کے مصنف نے لکھا تھا۔ مثال کے طور پر قرآن عربی کی چند آیات ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں جس سے ناظرین پر ہمارا مطلب واضح ہو جائیگا۔

(۱) سورۂ نساء۔ آیت ۱۰۲ کا جملہ اول یہ ہے

۔۔۔۔۔ اور جب تم سفر کرو ملک میں تو تم پر گناہ نہیں کہ کچھ کم کرو نماز سے اگر تم کو ڈر ہے کہ ستا دینگے تم کو کافر۔ اس پر قاضی بیضاوی لکھتا ہے۔ وقرئ من الصلوٰۃ ان یفتنکم بغیر ان خفتم۔ یعنی پڑھا گیا ہے نماز سے کہ ستا دینگے تم کو بغیر اگر ڈر ہو تم کو۔ پس یہاں



سے معلوم ہوا کہ یا تو جملہ اِنْ خِفْتُمْ یعنی اگر ڈر ہو تم کو قرآن میں موجود تھا اور بعض نے اسکو اپنے قرآنی نسخوں سے خارج کر دیا یا یہ جملہ اصل قرآن میں نہ تھا۔" تحریف القرآن صفحہ ۲۴۔

(۲) سورۂ انعام آیت ۱۵۴ میں یہ جملہ ہے وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِي اور کہ یہ راہ میری ہے۔ اس پر بیضاوی لکھتا ہے وقری وھذا صراطی وھذا صراط ربکم وھذا صراط ربک۔ یعنی پڑھا گیا ہے (تین طور پر) اور یہ ہے راہ میری۔ اور یہ ہے تمہارے رب کی اور یہ ہے راہ تیرے رب کی۔ ظاہر ہے کہ ان تین قراتوں میں سے لفظ اَنّ جو قرآن میں تھا ساقط کیا گیا اور قرات دوم میں ربکم زیادہ کیا گیا اور قرات سوم میں ربک زیادہ کیا گیا۔ غرضکہ اصل قرآن میں الفاظ کی کمی بیشی واقع ہوئی (تحریف القرآن صفحہ ۵۱)

(۳) سورۂ توبہ آیت ۱۱۸ کا ایک جملہ یہ ہے۔ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ یعنی بعد اس کے کہ قریب ہوئے کہ دل پھر جاویں بعضوں کے اُن میں۔ بیضاوی لکھتا ہے کہ بعضوں نے اس جملہ کو ایک اور طرح سے پڑھا ہے وقرئ من بعد ما زاغت قلوب فريق منهم۔ یعنی بعد اس کے کہ دل پھر گئے بعضوں کے ان میں سے۔۔ اس قرأت کے جملہ کو قرآن کے جملہ سے مطابق کرنے سے معلوم ہوگا کہ لفظ کان متروک ہوا اور لفظ تزیغ لفظ زاغت سے مبدل ہوا۔ پس قرآنی جملہ بدل گیا۔ اور معنے میں بھی فرق عظیم واقع ہوا۔" (تحریف القرآن صفحہ ۶۳)

(۴) سورہ مایدہ آیت ۴۲ میں لکھا ہے "اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو ان کے دونوں ہاتھ۔۔۔ اس پر بیضاوی لکھتا کہ مراد دستِ راست ہے۔۔۔ اور کہتا ہے ويؤيده قراءة ابن مسعود ايمانهما۔ یعنی تائید کرتی ہے اس کی ابن مسعود کی قرأت (جو یہ ہے کہ) دستِ راست ان دونوں کے۔ پس ابن مسعود کی قرأت کے مطابق قرآنی جملہ کے معنے بدل گئے۔ یعنی بجائے اس حکم کے کہ چور کے خواہ مرد ہو خواہ عورت دونوں ہاتھ قطع کئے جائیں یہ حکم ہو گیا کہ چور کا مرد ہو یا عورت فقط دہنا ہاتھ کاٹا جائے۔" (تحریف القرآن صفحہ ۴۸)

(۵) سورۂ بنی اسرائیل آیت ۱۰۴ میں یہ ہے اور میری اٹکل میں اے فرعون تو کیا چاہتا ہے۔ اور بیضاوی لکھتا ہے بعض نے پڑھا ہے۔۔۔۔ اور اگر خیال کرے تجھ کو اے فرعون واسطے ہلاکت کے۔۔۔۔ پس یہ جملہ کی تحریف ہو گئی۔" (تحریف القرآن صفحہ ۸۰

سورۂ احزاب آیت ۶ ہے نبی سے لگاؤ ہے ایمان والوں کا زیادہ اپنی جان سے اور اس کی عورتیں اُن کی مائیں ہیں۔ صاحبِ تفسیر حسینی ان دو پیوستہ جملوں کے درمیان ایک اور جملہ بیان کرتا ہے۔ کہ وہ اکثر نسخوں میں نہیں تھا اور بعض نسخوں میں وہ پایا جاتا ہے چنانچہ مفسر لکھتا ہے کہ نسخہ اُبی اور قرأت ابنِ مسعود میں ایسا تھا۔ وہ (یعنی محمد صاحب) باپ ان کا ہے اور اس کی عورتیں اُن کی مائیں ہیں اور قاضی بیضاوی اس جملہ زائدہ کو قری بیان کرتا ہے۔ یہاں سے ظاہر کیا تو اس جملہ کو کہ وہ باپ اُن کا ہے۔ مولویوں نے ساقط کر دیا ہے یا زیادہ کر دیا ہے اور یہاں سے شبہ ہو سکتا ہے کہ اصل قرآن کی آیتیں بڑھائی اور گھٹائی اور تبدیل کی گئی ہیں۔" (تحریف القرآن صفحہ ۳۶)

چونکہ راقم الحروف کو یہاں اختصار مدنظر ہے۔ لہٰذا دیگر آیات کا اقتباس کرنے سے پرہیز کر کے ذیل کی سطور کو سلیم الطبع اور روشن خیال اصحاب کے لئے نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہے۔

تفسیر حسینی (جو بمقام بمبئی ۱۲۷۱ سنہ ہجری میں طبع ہوئی) کے دیباچہ میں اس کا مصنف قرأت مختلفہ کی نسبت یہ لکھتا ہے۔ "وچوں قراۃ جائزۃ التلاوت بسیار است واختلافاتِ قرات در حروف و الفاظ بے شمار درین اوراق از قراتِ معتبرہ روایت بکر از امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ درمی دیار بصفتِ اشتہار و رتبتِ اعتبار دارد ثبت میگردد و بعضے از کلمات حفص را کہ مخالفت است در معنی قرآن بسبب آں اختلاف تفسیر کل نے پایہ اعتبار نے میرود۔" تحریف القرآن صفحہ ۲۹)

ناظرین پر مخفی نہ رہا ہوگا کہ یہ مثالیں ہم نے صرف عثمانی قرآن سے اخذ کی ہیں۔ ہم اس وقت اس بحث کو نہیں چھیڑتے کہ آیا قرآنِ عثمانی وہی قرآن ہے جو رسول عربی کے زمانہ میں تھا یا نہیں۔ اس کے متعلق ہم ذیل کا فقرہ اقتباس کرتے ہیں۔ جسکو صاحبِ تاویل القرآن نے تہذیب الاخلاق جلد اول (مطبوعہ لاہور ۱۸۹۶ء) سے نواب محسن الملک کے مضامین میں سے ایک مضمون سے نقل کیا ہے۔ "قرآن مجید نہ جامع ہے نہ مانع یعنی جس قدر نازل ہوا تھا وہ محفوظ نہیں رہا اور جو قرآن میں نہیں تھا وہ قرآن میں داخل ہو گیا۔ قرآنِ موجودہ غلطیوں اور کاتب کی بھولوں سے بھرا ہوا ہے۔" (صفحہ ۲۷)

مرسلۂ عاجز در خدمتِ آشنای حالات

قطرہ قطرہ دریا مے شود

پادری پال کیول سنگھ اور سد سو صاحب مرحوم کے نام نامی و اسم گرامی سے مسیحی جماعت کے معزز ممبر کماحقہ ناواقف نہ ہونگے اور کئی ایک علم دوست اصحاب نے آپ کی تصنیف و تالیف و تراجم سے بھی خود حظ اٹھایا ہوگا اور کئی اصحاب ان کی صحبت بابرکت سے بھی فیضیاب ہوئے ہونگے اور بعض احباب نے اُن کی تقریریں کلامی و رطب اللسانی سے قند مکرر کا مزہ بھی ضرور پایا ہوگا۔ اسی وجہ سے ہیچمدان کو برائے افادہ مسیحی جماعت اور دیگر شائقین ان کے حالات کو جمع کرنے کی فکر درپیش ہوئی اور اُن کی وفات سے تا اب کچھ ذخیرہ ان کے حالات کا میرے پاس موجود ہو گیا ہے۔ لیکن بہت سے حالات ابھی باقی ہیں۔ جنکو میں اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے جگہ جگہ سے مہیا کرنے سے مجبور ہوں۔ لہٰذا جو جو اصحاب ان کے حالات سے قدرے واقف ہوں وہ اُن حالات کو تحریر کر کے بندہ کے نام و پتہ پر ارسال کر کے

بندہ کی مدد کریں۔ تاکہ بندہ کی مدتوں کی محنت ٹھکانے لگے اور تمنا بر آئے۔ امید واثق ہے کہ مسیحی پبلک اس عرض کی جانب اپنی توجہ مبذول فرمائیگی اور یہیں اس شعر کا مصداق بنائیگی ......

ہو نہ مایوس ریاضت کا صلہ ملتا ہے
بندگی کرنے سے کہتے ہیں خدا ملتا ہے

الراقم۔ منشی تیج رام متخلص بہ عاجز قصوری
مدرس سکاچ مشن مڈل سکول گجرات (پنجاب)

آریہ لیڈروں کا قتل

ناظرین کرام ہفتہ گذشتہ کے مقالہ افتتاحیہ کا اردو ترجمہ پڑھکر یہ جان چکے ہیں کہ بمبئی کے ایک بھرے مجمع میں مسٹر منی لعل پریکھ نے بے چارے مشنریوں پر یہ الزام لگانے کی بیہودہ ناواجب اور مکروہ جرأت کی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو مسیحی بنایا اور ان کی ضد میں سوامی شردھانند نے شدھی جاری کی اور چونکہ شدھی کے باعث سوامی مذکور قتل ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کے قتل کی جزوی ذمہ واری مشنریوں پر عائد ہوتی ہے۔

بات صاف یوں ہے کہ اگر یہی نوعیت جرم ہے تو دراصل کُلی ذمہ واری خداوند مسیح پر آتی ہے۔ کیونکہ اس نے ہی اپنے پیروؤں کو ترغیب دی ہے کہ "میں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں"۔ تلوار چلانے اس لئے کہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو ترک کرکے اس کے معتقد ہوجائینگے اور اس وجہ سے اُن کے رشتہ دار اُن پر جور و جبر روا رکھینگے۔ پس یہ جرم ہے جس کے مرتکب عام مشنری ہیں اور وہ گھر بار۔ رشتہ داروں اور وطن کو خیرباد کہکر غیر ملک میں اس تلوار کو چلانے آئے ہیں۔ مگر اُن کی دینی غیرت اور ایمانی جوش ہرگز گوارا نہیں کرسکتا کہ وہ ہندو دھرم میں مسیحیت کو مخلوط کرکے ہندوؤں سے صلح کرلیں۔

اس پر اگر مسٹر پریکھ ان پر خفا ہیں تو اس کا علاج ہی کیا ہے؟

بجا ہے شمع کا محفل میں سر سو بار کٹ جائے
کہ پروانوں کا اس نے خون لیا اپنی گردن پر

لیکن ہم نہیں سمجھ سکے کہ جب

(۱) بقول لالہ لاجپت رائے ہندو مذہب کے پیروؤں نے بہت سی کوششیں اُس (سوامی دیانند) کی زندگی لینے کی کیں۔ اور اس کے مارنے کے لئے "قاتلوں کو اُجرت پر لیا گیا" (آریہ سماج)

(۲) اور حسب بیان گورو گھنٹال "مہرشی دیانند بانی آریہ سماج کو دودھ میں زہر دینے والا ایک پاپی ہندو برہمن تھا"۔ (۳ جنوری ۱۹۲۷ء)

(۳) اور لالہ رام چند اور پنڈت تلسی رام کے قاتل یقیناً ہندو تھے۔

(۴) اور پنڈت لیکھرام کے قاتل کا علم نہیں۔

تو کیا وجہ ہے کہ مسٹر پریکھ نے ان سب کی موت کی ذمہ واری مشنریوں پر نہ ڈالی۔ کیا اس لئے کہ پنڈت دیانند۔ پنڈت تلسی رام اور لالہ رام چندر کے قاتل ہندو ہیں۔ یا اس لئے کہ اُس وقت تک مشنریوں نے مسیحیت کی اشاعت شروع نہ کی تھی۔ ہندوستان کو مسیحی بنانے کا کام ایک صدی سے جاری ہے تو مسٹر پریکھ کی دلیل کے مطابق مشنری ان سب آریہ سماجی لیڈروں کی موت و قتل کے لئے ذمہ وار ہیں۔ اور اگر ہندوستان میں قتل کئے جانے والوں کی ذمہ واری مشنریوں ہی پر عائد ہونی چاہئے۔ تو وہ جنگ مہابھارت کے قتل بے اندازہ کی ذمہ واری سے بھی کاہیکو بچ نکلینگے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

کیا مسٹر پریکھ کے ہم مشرب اصحاب نے کبھی یہ بھی سوچنے کی زحمت گوارا کی کہ سوامی شردھانند کے قتل کی ذمہ واری بالواسطہ یعنی کئی منازل طے کرکے مشنریوں تک پہنچتی ہے۔ مگر ان کے قتل کا کون ذمہ دار ہے۔ جنکو مسیحی ہوجانے کی پاداش میں ہندو مسلمانوں نے موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے۔ اُن کی موت کے لئے کب ہندو لیڈروں نے ماتم کیا ہے۔ کیا متعدد مشنریوں نے اسی تبلیغ کی خاطر اپنی جانیں قربان نہیں کی ہیں۔ پھر کیا مفتی محبوب علی کی ہڈیوں میں خون کی بجائے پتھر تھا جسے ہندوؤں نے ناحق قتل کر ڈالا۔

پھر ایک اور غور کا مقام ہے کہ آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند جی کو آریہ سماج میں جو رتبہ حاصل ہے وہ سوامی شردھانند کے مرتبہ سے بہت بلند و بالا ہے۔ لطف کی بات ہے کہ یہ دونوں لیڈر مارے جاتے ہیں اور اُستاد کی موت پر واویلا اور شور و شر نہیں ہوتا۔ مگر شاگرد کے قتل کے الزام میں ایک خاص شخص پکڑا گیا۔ مقدمہ بھی چلاتی ہے تو بھی مسٹر پریکھ عام مشنریوں پر بالواسطہ الزام قتل لگاتے ہیں۔ آرہ اور شاہ آباد کے قتل کے لئے خدا جانے وہ کیوں خاموش ہوگئے۔

جب مسٹر پریکھ مشنریوں کو مسیحی دین کی اشاعت اور لوگوں کو مسیحی بنانے سے روکتے اور مسیحی تبلیغ کو باعث فساد و قتل اور شدھی کو اس کے مقابل میں بجا قرار دیتے ہیں تو کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ مشنری اب شدھی کے پرچارک بن کر اس جرم کا کفارہ ادا کریں کیا سوامی شردھانند کے قتل کا باعث شدھی ہے یا مسیحی تبلیغ؟

درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔

مسٹر پریکھ کے اس بیان سے بیزار ہو کر ایک غیر مسیحی کرم فرما نے مندرجہ ذیل مضمون ارسال کیا ہے جو قارئین نور افشاں کے غور و فکر کی خاطر پیش کیا جاتا ہے۔

مسیحیو تمہیں انصاف سے کہو خدا لگتی

ہندو تو کہتے ہیں کہ مشنریوں نے اگر ہند پر مہربانی کی اور مسٹر پریکھ کہتے ہیں کہ فساد ڈالا۔ نشتر تیج کا شہید نمبر لکھتا ہے کہ

"مشن سوسائٹیوں کی فیض رساں کوشش جو دوسروں کو اپنے مذہب میں لاتے تھے جوش کا نتیجہ تھیں اور بنی نوع انسان کی ہمدردی پر مبنی تھیں (صفحہ ۴۰)"

صاحبو یہ ہے سچائی جو مسٹر پریکھ کے موکلوں کی زبانی ہے۔

خان

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیں۔

ہند میں مسیحیت کی اشاعت پر مسٹر پریکھ کی عنایات

آریہ اخبارات کے حیا سوز اور جگر خراش حملے جو وہ کھلم کھلا مسیحیت پر کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں ختم نہ ہونے پائے تھے کہ اور زخم پر زخم لگنے شروع ہو گئے۔ افسوس یہ وہ زخم ہیں جو مسیحیت کو بدنام کرنیوالے مسیحیوں نے لگانے شروع کئے ہیں مگر واہ! مسیحی جماعت آفریں کہ تو سینہ کھولکر ہر ایک تیر کو برداشت کر رہی ہے اور اف تک نہیں کرتی۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

لیکن یاد رکھے وہ اگر ابھی نہیں تو چند روز میں ضرور آجائیگا کہ ان سینوں میں دشمن کے تیروں کی گنجایش نہ رہیگی اور انہیں کم از کم اپنی محبت کو جو ان کو خداوند یسوع کے پاک نام اور اسکی خون خریدی جماعت سے ہے ظاہر اور ثابت کرنا پڑیگا خصوصاً اس حالت میں کہ اعدای مسیح نے کسی نہ کسی طرح مسیحیوں میں سے چند لوگوں کو اپنا حامی بنا کر کلیساؤں میں دام تزویر پھیلا دیا ہے اور ان لوگوں نے حیلوں اور بہانوں سے مسیحیوں کو صراط المستقیم سے بہکانے پر کمر باندھی ہے۔ ابھی چند روز کی بات ہے کہ معزز ایڈیٹر صاحب نورافشاں نے ہندو مسیحی کی بحث کو ختم کر دیا (معاف کیجئے قبلہ ایڈیٹر صاحب ذرا جلدی کی ہندو مسیحیوں کو اپنے ارمان نکال لینے دیتے اور پھر مسٹر پریکھ جیسے مہربان خداوند کی بھولی بھالی بھیڑوں کی طرف حرص و آز کی نظر سے نہ دیکھتے اور انکو پھاڑنے کی کوشش نہ کرتے) مگر خیر چونکہ یہ بحث ختم ہو گئی ہے میں اس پر زیادہ نہیں لکھتا اور سیدھا مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں جو نورافشاں بابت ۴ فروری میں شائع ہوا ہے جس میں مسٹر پریکھ صاحب نے تبلیغ مسیحیت کو جرم قرار دینے کی کوشش کی ہے تعجب ہے کہ جو بات آریوں کے بڑے سے بڑے لیڈر کے خیال تک میں نہیں آئی وہ ان جناب پر شاید بذریعہ الہام ... ظاہر ہو گئی اور انہوں نے مسیحی مشنریوں کو قتل شردھانند میں جزوی ذمہ دار قرار دیدیا یا بہ الفاظ دیگر تو یہ تو مسیحی مذہب کو ہی موجب قرار دیا شاباش کیا اعلے درجہ کی وفاداری اپنے مشنری آقاؤں سے دکھائی ہے لیکن ابھی تھوڑی سی کسر رہ گئی۔ نہیں تو آنا ضرور ہوتا کہ ہمارے مسلم بھائیوں پر سے آریہ بائیکاٹ عفو اور غضب ذرا کم ہو جاتا اور جناب کے اسم گرامی کے ساتھ آپ کے احسانمند لفظ "تمری" ضرور شامل کر دیتے لیکن اسکی کل ذمہ داری صرف آپ پر ہی نہیں بلکہ قسمت ہندوستانی مسیحیوں پر بھی عائد ہوتی جو آپ جیسے جابر خونخوار گرجوں میں بولنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ واقعی مسیحیوں نے جب دھوکا کھایا از خداوند مسیح کے قول میں سے آدھے کو مانکر کھایا ہے۔ اگر ہم انخداوند کے اس قول پر عمل کرتے کہ کبوتروں کی مانند بے آزار اور سانپ کی مانند ہوشیار رہو تو ہرگز ہرگز مسیحی بھیڑیں بھیڑیوں کے قابو نہ چڑھتیں مسیحی کبوتروں کی مانند بھولے تو بن گئے۔ مگر سانپ کی طرح ہوشیار نہ رہے۔ واجب التعظیم مسٹر ایم۔ کے خان نے اس حقیقت کو ثابت کر دیا کہ مسیحی مذہب تبلیغی مذہب ہے تبلیغ کو اگر مسیحیت سے نکال دیا جائے تو وہ جسد بے روح کی مانند ہے۔ مسٹر خان کی تنقید کی نسبت شاید آپ یا آپ کے ہمخیال کہہ دیں کہ انہوں نے اپنے مطلب کی آیات پیش کر دیں لیکن تواتر قومی کا پختہ دلیل اسبات کو ثابت کر رہی ہے۔ زمانہ گواہی دے رہا ہے مسیحی کلیسیا کی تاریخ بآہنگ دہل شہادت دے رہی ہے حتی کہ دنیا کی تاریخ کا صفحہ صفحہ شاہد ہے کہ مسیحی مذہب اوائل عمر ہی سے تبلیغ کو ارکان دین میں شامل کئے ہوئے ہے لیکن آپ یہ ہیں کہ ختنہ کی افواج کے رعب سے یا کسی اور وجہ سے جو آپ کا دل جانتا ہوگا یا وہ علیم کل جس کے آگے سب کے دل کے حال اور راز کھلے ہیں۔ آج تبلیغ دین کو باعث قتل کہہ کر جرم قرار دینے لگے ہیں یا غیرت دین کے شیدائیو اور عاشقان مسیح نے نہ صرف اپنی زبان اور کلام سے بلکہ اپنے خون سے تبلیغ اور بشارت کی خدمات انجام دی ہیں اور آپکی منطق کے برعکس دشمن اور دوست سب کو اقرار کرنا پڑا کہ ع

مسیحی دین کی عظمت بڑھی تیغ ستمگر سے
یہ پودا وہ ہے جو سینچا گیا ہے آب خنجر سے

جناب والا سنئے - ۴۰ لاکھ ہندی مسیحی ان لوگوں کی بلکہ ان مقدس ہستیوں کی کوشش کا ثمرہ ہیں۔ جنہوں نے زمانہ سابقہ میں قیاصرہ دیانسر کے ظلم سہے۔ شیروں سے پھڑوائے گئے۔ تلواروں کا لقمہ ہوئے۔ آگ سے جلائے گئے۔ الغرض دنیا میں وہ کونسی چھوٹی سے چھوٹی یا بڑی سے بڑی مصیبت ایسی تھی جو انہوں نے بشارت مصلوب کی خاطر خوشی گوارا نہ کی ہو۔ یاد کیجئے۔ رسول مقبول مقدس پولس علیہ السلام کے الفاظ کہ میں تو یروشلم میں خداوند یسوع کے نام پر نہ صرف باندھے جانے بلکہ مرنے کو بھی تیار ہوں۔ (اعمال ۲۱: ۱۳) پھر مقدس پطرس اور یوحنا علیہم السلام کے الفاظ "تم ہی انصاف کرو آیا خدا کے نزدیک یہ واجب ہے کہ ہم خدا کی بات سے زیادہ تمہاری بات سنیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ جو ہم نے دیکھا اور سنا ہے اسکی گواہی نہ دیں" (اعمال ۴: ۱۹-۲۰) جناب والا تذکرۃ المومنین پڑھئے۔ شہیدان کارنقیع کا مطالعہ کیجئے - اور کچھ نہیں تو آجکل کے غریب دیہاتی مسیحیوں کی تکلیف و مصیبت اور برداشت کو دیکھئے جو باوجود سخت مصیبت اور علم دنیوی سے بے بہرہ ہونے کے اپنے ایمان کو تھامے ہوئے ربنا المسیح کے زندہ مبشر ہیں۔ ان کا استقلال اگر تبلیغ اور بشارت کا نہیں تو کونسی شے کا نتیجہ ہے جو کچھ تو فرمائے۔ جناب والا اگر آپ بحیثیت غیر مسیحی کے وہ الفاظ جنکا ذکر اسپیفن نے کیا ہے استعمال کرتے اور بشارت مسیح مصلوب کو ناجائز قرار دیتے تو چند جوشیلے مسیحیوں کے سوا کوئی بھی آپ سے کسی طرح تعرض نہ کرتا اور آپ اس قابل ملامت کام کو دل کھولکر کرتے اور مسیح کے مخالفوں سے خطاب اور تمغے حاصل کرتے مگر اب چونکہ جناب نے مسیحی کہلا کر یہ ناصواب کام کیا ہے تو جناب والا ہم کو انجیل مقدس کے ماتحت آپکی حقیقت اور آپکا راز طشت از بام کرنا لازم آیا (بموجب ۱ قرن ۵: ۱۱-۱۳ ۸: ۱۱-۱۲ اور ۲ قرن ۱۱: ۲۸-۲۹ وغیرہ) یاد رکھئے کہ باوجود زمانہ حاضرہ کی کمزوریوں کے مسیحیوں میں بفضل تعالے ایسی ایسی ہستیاں موجود ہیں جو آپ کے اس ناواجب گندہ پرچہ کی قدم قدم پر روک تھام کرنے اور انشاء اللہ تعالے آپکی اور آپ کے ہم جلیسوں کی کوششوں کو خاک میں ملا کر دم لینے پر کمربستہ ہیں مبارک خداوند کا حکم اور وعدہ متی ۲۸: ۱۸-۲۰ اب تک ان کے دلوں پر نقش ہے۔ مسیحیوں کو خدا کے رحم اور کرم سے اب بھی ارشاد ہے

کی روح کو آزاد مسیحی اب جس اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہیں کہ اپنی جان تک اس پیارے مصلوب کی صلیب پر نثار کر دیں اور بشارت کو انجام دیتے ہوئے تاج شہادت اور ابدی زندگی حاصل کریں۔ مگر افسوس آپ نے مسیحیوں کا غلط اندازہ کیا۔

اور لیجئے ساتھ ہی اس فتویٰ کو بھی ملاحظہ کریں جو خداوند کی پاک تعلیم کو بدلنے اور بگاڑنے والوں کے حق میں صادر ہے اور اس میں کوئی استثنا نہیں (گلاتی ١: ٧-١٠)

البتہ بعض ایسے ہیں جو تمہیں گھبرا دیتے اور مسیح کی خوشخبری کو بگاڑنا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر ہم یا آسمان کا کوئی فرشتہ بھی اس خوشخبری کے سوا جو ہم نے تمہیں سنائی کوئی اور خوشخبری تمہیں سنائے وہ ملعون ہو۔ ۔ ۔ ۔ اس خوشخبری کے سوا جو تم نے قبول کی تھی اگر کوئی تم کو اور خوشخبری سناتا ہے تو ملعون ہو۔ کیا کسی میں اتنی ہمت ہے؟ کہ باوجود اس کے پھر انجیل کے بگاڑنے کی کوشش کرے۔ سنبھلے جناب۔ سوچئے کہ آپ کدھر جا رہے ہیں اور مسیحیوں کو کدھر لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا واجب ہے کہ خدا کا بندہ خدا کے مخالفوں کا ساتھ دے۔ کیا آپ کو یاد نہیں کہ ہمارا پیارا منجی آج اور کل اور ابد تک یکساں ہے۔" (عبر ١٣: ٨) "خدا کا کلام ابد تک قائم رہتا ہے" (۱ پطرس ١: ٢٥) خدا کا کلام زندہ اور مؤثر ہے اور ہر ایک دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ اور جان اور روح اور بند بند اور گودے گودے کو جدا کر کے گذر جاتا ہے۔" (عبر ٤: ١٢) اور "پھر زندہ خدا کے ہاتھوں میں پڑنا ہولناک بات ہے" (عبر ١٠: ٣١) "خدا نے کلیسیا کو خاص اپنے خون سے خریدا ہے" (اعمال ٢٠: ٢٨) پس اور اگر یہ بات گمراہ کرنے والوں کے لئے ہیبتناک ہے تو دوسری طرف ہر مسیحی کے لئے بھی یہ فرض قرار دیتی ہے کہ اس بدعت کو حتی الوسع کلیسیا ؤں میں سے نکال دے۔ اگر آپ کی ایسی تعلیموں کی وجہ سے کسی مسیحی کی روح ہلاک ہو گئی تو اس کی جوابدہی خدا کے سامنے آپ کو کرنی پڑیگی۔ کیونکہ عدالت خدا کے گھر ہی سے شروع ہوگی (۱ پطرس ٤: ١٧) ہر کلیسیا کا فرض ہے کہ وہ ایسی گمراہ کن تعلیم سے ہوشیار رہے اور کنارہ کرے۔

جناب والا۔ آخری التماس فی الحال یہ ہے کہ آپ اپنی ان زہریلی تعلیموں کو اپنے ہی تک محدود رکھیں اور اگر آپ ایسا کرنے پر قادر نہیں تو کھلم کھلا میدان میں آئیے اور از روئے انجیل مقدس ذیل کی باتوں کو ثابت کیجئے۔

(١) عدم ضرورت بپتسمہ۔

(٢) بشارت نہ دینا یا بند تبلیغ۔

(٣) خدا کو مؤنث کے صیغہ میں مخاطب کرنا (جیسا دہلی میں کیا تھا)

(٤) ان تعلیمات کو پیش کرتے ہوئے اپنا مسیحیت کی خیر خواہی کا دم بھرنا۔

آپ بیچارے مسیحیوں کی دل آزاری کر رہے ہیں اور اس طرح اس پاک دل کو صدمہ پہنچا رہے ہیں جو غریب مسیحیوں کی تکلیف کو اپنی تکلیف اور ان کے رنج کو اپنا رنج فرماتا ہے (اعمال ٩: ٤)

اگر آپ قلمی میدان سے ڈرتے ہیں تو اپنے کسی ہمخیال کو اپنی مدد کے لئے آمادہ کریں۔ خواہ ہندو آریا ہو یا ہندو مسیحی ورنہ یاد رکھئے کہ وہ دن دور نہیں کہ جب وہی مصلوب وہی ذبح شدہ برہ جسے آپ نے بدنام کرنے کی ٹھانی ہے آپ سے تخت عدالت پر بیٹھ کر ان تعلیموں کی باز پرس کریگا۔ اسوقت کیا جواب دینگے؟

باقی آئندہ ۔ ۔ ۔ یار زندہ صحبت باقی

خادم صلیب
رو برٹ مارٹن (رخصت۔ دہلی)

دہلی

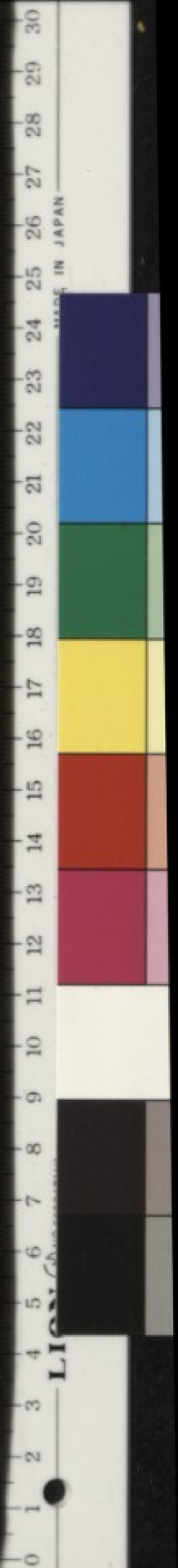
عبدالرشید لاہور سے دہلی واپس پہنچ گیا بنتیل ایڈیل لاہور سکا ایک اسرا اسکی ذہنی حالت کے متعلق شہادت دیگا

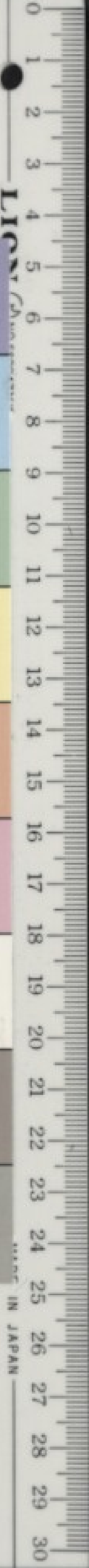
خبریں

کلکتہ ٨ فروری۔ کلکتہ کے ایک اخبار میں ایک بحری تار شائع ہوا ہے جس میں مذکور ہے کہ ڈیلی ہیرلڈ کو معلوم ہوا ہے کہ شاہی کمیشن کے اسی سال مقرر کئے جانے کا امکان ہے۔ لارڈ برکن ہیڈ یہ چاہتے ہیں کہ کمیشن کی رپورٹ لیکر اسی سال نیا آئین وضع کریں۔ (رجندے ماترم)

کانگڑہ ویلی ریلوے میں دولت پور کے قریب پٹھان قلیوں کے گروہ میں ایک جرمن قلی پٹھانوں کے لباس میں گرفتار کیا گیا ہے۔ یہ جرمن چند ماہ سے کام کر رہا تھا۔ پشتو بولا کرتا تھا۔ اور پٹھانوں جیسی زندگی بسر کر رہا تھا اس کو زیر حراست ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں لایا گیا ہے۔ (ہمدرد)

نینگاؤ ١١ فروری یورپین چینی نے قنصلخانوں کو مطلع کیا ہے کہ اداره سیاسیہ نے حکم دیا ہے کہ مشترکہ علاقہ میں بغیر مکسڈ عدالت میں مقدمہ کی اب کوئی سماعت نہیں ہوا کریگی۔ آئندہ سے اس قسم کے مقدمات سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا کرینگے۔ جس میں نہ تو قنصل خانہ کا کوئی افسر رہیگا اور نہ کوئی اسیسر۔





سے گفتگو کی۔ خدا کی شان پہلی ہی بار کی ملاقات دوستی کے درجہ تک پہنچ گئی۔ گفتگو سے اُس کی بہت کچھ تسلی ہو گئی۔

چند روز بعد فخرالدین صاحب لاہور تشریف لائے اور کہا کہ میں بپتسمہ چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر وائٹ بریخٹ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ چند روز بعد بپتسمہ ہو گیا۔ چونکہ آپ کو طبابت کا شوق تھا اور اپنے گاؤں میں حکمت سے ہی گذارہ کرتے تھے۔ مناسب سمجھا گیا کہ اور زیادہ ترقی کریں سو اُن کو ڈیرہ غازیخاں مشن اسپتال میں ڈاکٹر جوکس کے پاس بھیج دیا۔ پھر اُنہوں نے پیچھے پھر کر نہیں دیکھا۔ خوب خدمت کی اور اچھی لیاقت بھی حاصل کی۔ یہ سمجھو کہ ساری عمر وہیں کاٹی۔

فرانٹیر کے علاقہ میں فورٹ منرو صاحب لوگوں کا گرمائی اسٹیشن ہے۔ جہاں یہ گرمیوں میں جاتے ہیں۔ جیسے لاہوری شملہ پر۔ ڈیرہ غازیخاں سے سڑک فورٹ منرو کو جاتی ہے۔ راہ میں مسلمانوں کا ایک بڑا بھاری متبرک مقام ہے جسکو سخی سرور کہتے ہیں۔ ہر سال ہزارہا زائرین وہاں جاتے ہیں۔ سخی سرور میں سرکار نے زائرین کی خاطر ایک ڈسپنسری کھول دی۔ اسکو مشن کے سپرد کر دیا۔ وہاں ہاسپٹل انچارج بنا کر ڈاکٹر خیرالدین کو بھیجدیا۔ وہاں آپ نے خوب محنت اور بہادری سے کام کیا۔ آدمی تو دیکھنے میں معمولی معلوم ہوتا تھا۔ مگر کام کر کے اور محنت سے دکھا دیا کہ ہر چہ بقامت کہتر بقیمت بہتر چونکہ سخی سرور فورٹ منرو کی مین سڑک پر تھا۔ ڈاک بنگلہ اور پولیس اسٹیشن وہاں۔ حکام کی آمد و رفت بہت رہتی تھی۔ آپ کی عادت ہر ایک سے ملنے جلنے کی تھی۔ اچھی عزت حاصل کی۔ عمر کا بڑا حصہ وہیں اُنہوں نے صرف کیا اور آخر سرکار سے پنشن لیکر لاہور میں باآرام آ بیٹھے اور یہاں آ کر قادر گو جو سنگھ کے بازار میں چھوٹی سی ڈسپنسری کھول دی۔ رنیا اچھا باعزت گذارہ کرتے رہے۔

اخبار بینی کا حد درجہ کا شوق تھا۔ کھانے کے بغیر تو رہ سکتے تھے۔ مگر اخبار کے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ اور آخر کار اخبار بینی کا شوق ان کو لے ڈوبا۔ سمجھو کہ فنا فی الاخبار ہو گئے۔ واقعہ یوں ہے کہ جمعرات کی شام کو ڈسپنسری بند کر کے لوہاری دروازہ اخبار خریدنے گئے۔ بڑھاپے کے سبب نظر تو کمزور ہی تھی۔ لیکن چلنے پھرنے میں مضبوط تھے۔ ٹانگہ وغیرہ کی پروا نہ کرتے تھے۔ شام کا وقت تھا۔ واپسی کے وقت کہیں ٹھوکر لگی۔ منہ کے بل گر گئے۔ ایسی چوٹ آئی کہ دم سادھ گئے۔ جب ہوش آئی تو اٹھ کر تانگہ لیا۔ گھر پہنچے۔ دو چار روز خون کے پڑے۔ دشانہ کی آری ٹوٹ گئی۔ پچھلے پیر رات کو چل بسے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ کیا خوب مرد تھا خدا مغفرت کرے۔

صاحب نور افشاں نے آپ کی عمر ۸۶ برس لکھی ہو مگر یہ ٹھیک نہیں۔ یا تو ایک دو برس مجھ سے بڑے تھے یا برابر۔ اچھی عمر حاصل کی۔ با آرام دنیا سے کوچ کر گئے نہ خود دکھ اٹھایا نہ کسی کو دکھ دیا۔ آپ کی ذات مرنجاں مرنج تھی۔ خدا کا شکر کہ آپ نے اپنی تمام زندگی مسیحی ایمان میں گذاری۔ سخی سرور کے مجاور مسیح پر ایمان لائے۔

آپ کی بیوی اور بچوں کے واسطے دعا ہے کہ کہ خدا اُن کو اپنے باپ کا سا ایمان بخشے اور تسلی اور اطمینان عطا فرمائے۔ آپ پادری خیراللہ صاحب فاضل کے ہمعصر تھے۔ آرام میں داخل ہوئے۔ آخر تو ہر ایک کے واسطے یہی رستہ ہے۔

ناظرین بھی ان کے ملنے کو تیار ہوں۔

واعظ

پاسٹریٹ مشن پرائمری سکول امرتسر

ناظرین چند یوم ہوئے کہ یہاں کے پاسٹریٹ مشن سکول پرائمری کے منقطع کلیہ کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ پر خدا کا شکر ہے کہ پاسٹر کمیٹی کی جد وجہد سے گئی گذری امید پھر واپس آئی۔ اور اتفاق کلیہ یہ ہوا کہ سکول بحال رہے۔ ہم مسیحیان امرتسر ممبران پاسٹر کمیٹی عموماً اور جناب پادری جے۔ ایف سنی صاحب انچارج خزنی امرتسر و پادری ای جواہر مسیح پاسٹر کلیسیاء امرتسر خصوصاً بدل وجان ممنون و مشکور ہیں کہ اُن کے زور اور سعی بلیغ سے یہ چھوٹا سا سکول قائم رہا ہے۔

لہٰذا ملتمس ہوں کہ خادمان و بندگان دین اس ادنیٰ سکول کو اپنی دعاؤں اور التجاؤں میں یاد رکھیں کہ ہمیشہ تک ترقی کرے اور قائم رہے۔ گو یہ ایک چھوٹا سا نالہ یا ندی سمجھا جاوے۔ پر یہی چھوٹے سے ندی نالے مگر وقت پر دریا بنکر بہت بڑے نتائج پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً کرسچین ٹریننگ ہائی سکول سیالکوٹ اور مشن ہائی سکول بٹالہ۔ ان چھوٹے نالے اور ندیوں کا مجموعہ ہے جو ہندوستان اور پنجاب کو سرسبز کر رہے ہیں۔ خاکسار کا خیال ہے کہ ان سکولوں کے نتائج سے بکثرت مسیحی و غیر مسیحی اصحاب واقف ہیں۔ دینی و دنیوی استقلال مسیحی بحر جلال تعلیم و اصولات کی تربیت و قابلیت کا باعث یہی سکول ہیں۔ نہ صرف غریب مسیحی بچوں نے روحانی و جسمانی فوائد حاصل کئے بلکہ غیر مسیحیوں کے بچوں کے لئے بھی مفید ٹھہرے۔ فقط اداب۔

ای۔ نیاز علی سب جسٹرار بی ٹی۔ ڈی ایم سی امرتسر

انسان تابعداری کس سے سیکھ سکتا ہے

سوموار ۵ فروری ۱۹۲۷ء کا ذکر ہے کہ میں سکول سے فارغ ہو کر کرسچن بورڈنگ ہاؤس کے راستے جائے مقام پر آرہا تھا تو میں نے راستہ میں مسز نکلسن صاحب کو اپنے بچے کو سیر کراتے ہوئے دیکھا تو میں کھڑا ہو گیا۔ گو آگے بھی کئی ایک بار دیکھا تھا۔ مگر کچھ خیال نہ آیا۔ آج دیکھتے ہی مجھے خیال آیا کہ انسان بچے سے تابعداری کا سبق سیکھ سکتا ہے۔ یعنی بچہ اپنے ماں باپ کے حکم کے بغیر ادھر اُدھر نہیں جاتا ہے۔ ماں باپ کو چھوڑ کر اگر کوئی اور آدمی بھی اُسے کہے تو مان جاتا ہے۔ بچے کے چہرے سے ایسے آثار نمودار ہوتے ہیں کہ وہ ہمیشہ کسی نئی چیز کی دریافت میں معروف ہوتا ہے۔ یہاں سے آگے چل کر میں نے دیکھا کہ بیکانش اپنے والد بزرگوار مسٹر این کے سرکار کے ساتھ ٹینس گراؤنڈ میں پھرتا تھا۔ مگر کئی ایک نئی باتیں ڈیڈی کہہ کر دریافت کرتا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ دیکھو بچے کس خاموشی سے اپنے مطالب کو پورا کرتے ہیں۔ اور کس انکساری سے کام لیتے ہیں۔ سو انسان تابعداری سے بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ جیسا کلام مبارک میں وارد ہوا ہے لوقا ۹: ۴۸۔ جو تم میں سب سے چھوٹا ہے وہ بڑا ہے۔ یعنی جس میں تابعداری کی روح ہے وہ بڑا ہے۔ پس تابعداری سے انسان خدا کی بادشاہت میں داخل ہو سکتا ہے۔

غلام رسول مسیحی سکول ڈسکہ

مدراس ۳ فروری۔ کل ایک فورڈ موٹر پیریمیر بائی روڈ پر سے گذر رہی تھی۔ ڈرائیور نے موٹر کو موڑ کر دو کتوں کو بچانے کی کوشش کی جو سڑک پر کھیل رہے تھے جس کے نتیجہ میں ایک عورت ہلاک دو عورتیں اور ۳ مرد زخمی ہو گئے۔ اور موٹر نے دیوار کے ساتھ ٹکر کھائی۔ یہ عورتیں سڑک کی دائیں جانب ایک دوکان پر سے کھانا خریدنے جا رہی تھیں۔

(زمیندار ہفتہ وار)

نئے اُردو ہینڈبل اور ٹریکٹ

یہ ٹریکٹ اور ہینڈبل بازاری منادی۔ عام جلسوں بشارتی مہموں وغیرہ کے موقعوں پر تقسیم کرنے کی غرض سے شائع کئے گئے ہیں ۲/ اور ۳/ فی سینکڑہ قیمت والے ٹریکٹ اور ہینڈبل ایک سو سے کم تعداد میں مہیا نہ کئے جائینگے۔ قریب کے ریلوے سٹیشن کا نام ضرور لکھیں تاکہ ہماری پارسل ریل کی معرفت بھیجنے میں خرچ میں کفایت ہو۔

الحنوقی کا انتقام خون۔ جنگ و دارہ کے داخل ہونے کا بیان تمثیل کے طور پر صفحہ ۸ ۔ ۳/ فی سینکڑہ اور دو روپیہ فی ہزار

عجیب رستہ۔ ایک کہانی اس بیان میں کہ شیطان کے پھندوں سے بچانے پر صرف مسیح ہی قادر ہے صفحہ ۴ ۔ ۲/ فی سینکڑہ اور ایک روپیہ فی ہزار

قرآن میں دو راستے۔ کوئی مسیحی کس طرح مسلمان اور کوئی مسلمان کس طرح مسیحی ہو جاتا ہے۔ دونوں میں فرق صفحہ ۴ ۔ ۳/ فی سینکڑہ اور دو روپیہ فی ہزار

المسیح عیسیٰ مظہر خدا یعنی مسیح خدا کا مظہر کامل ہے صفحہ ۴ ۔ ۲/ فی سینکڑہ اور ایک روپیہ فی ہزار

مسیح کی نسبت قرآن کی شہادت صفحہ ۴ ۔ ۲/ فی سینکڑہ اور ایک روپیہ فی ہزار۔

مسیح کون ہے؟ صفحہ ۲ ۔ ۱/ فی سینکڑہ اور ۸/ فی ہزار

مردہ نبی یا زندہ نبی مسیح کی ابدیت ۱/ فی سینکڑہ اور ۸/ فی ہزار۔

گناہ آدم۔ نسل انسانی کی گنہگاری صفحہ ۲ ۱/ فی سینکڑہ اور ۸/ فی ہزار

فدیۂ عظیم حقیقی قربانی کا بیان صفحہ ۲ ۔ ۱/ فی سینکڑہ ۸/ فی ہزار

محمد عربی و مسیح ناصری صفحہ ۸۰ ۔ ۲/۱ ہے۔ نوٹ۔ انگریزی زبان میں تمام نئے اُردو ٹریکٹوں اور اشتہاروں کی فہرست خط لکھکر مفت منگالیں۔

ملنے کا پتہ۔ سکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی
انار کلی۔ لاہور۔

یُوئنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ یوئنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ ورنیکلر پرائمری کی تین جماعتیں ایک انگریزی خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خواتین اسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات ۸/ ماہوار فی طالب علم ہے کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بورڈنگ نے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جو کتا ۱عہ سے ۱لعہ تک گروکول ۲عہ سے ۵عہ تک مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر ایک لاثانی مجرب اور تیر بہدف دوا ہے۔ دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت ۸/

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عہ

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ۔ چوتھیہ تجار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲/ محصولڈاک ذمہ خریدار۔

المشتہر

ڈاکٹر ای۔ این۔ اوٹیڈایہ
خورجہ ضلع بلند شہر

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا۔